12-08-2020

Name - Adil Rashid

Asst. Professor (Urdu) RN COLLEGE,
HAJIPUR

موضوع ۔ شاد کی غزل گوئی

Topic - Ghazal by Shad Azeemabadi -
An evaluation

For MA Student

Scanned with CamScanner

شاد عظیم آبادی کی غزل گوئی

شاد عظیم آبادی اپنے عہد کے منفرد شاعر ہیں۔ ان کی انفرادیت ان کی غزلوں میں زیادہ نمایاں ہے۔ ان کی غزلیں سادہ، سلیس اور پُرترنم ہوتی ہیں۔ ان کے الفاظ صوتی ~~شبہ~~ التباس سے خوش آہنگ ہوتے ہیں۔ موسیقی سے واقفیت ان کے اتنی ہے۔ الفاظ میں معاون ثابت ہوئے۔ ان کے اشعار اگر تحت میں بھی پڑھے جائیں تو بھی آہنگ کا لطف برقرار رہتا ہے۔ شاد الفاظ کی تکرار سے شعر میں موسیقی اور معنویت پیدا کرتے ہیں۔ شاد نے جہاں شاعری میں نغمگی پر زور دیا ہے وہیں یہ بھی باور کرایا ہے کہ شاعری صرف نغمہ نہیں بلکہ اس کے لیے معنویت بھی درکار ہے۔ لیکن ایسے الفاظ کا انتخاب ضروری ہے جو بامعنی ہوں اور خوش آہنگ بھی۔ فرماتے ہیں۔

"وہ محض نغمہ شعر نہیں بن سکتا۔ شعر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بامعنی ہو اور کچھ مضمون رکھے۔ وہ مضمون صاف اور نمایاں بھی ہو۔ صرف تا نا تھئی تھٹ یا سا رے گا ما پا دھا نی کی شکل میں نہیں۔ شعر اس وقت بنتا ہے جب الفاظ نغمہ سے ہم آہنگ ہوں..."[12]

شاد شاعری کے لئے علم معنی کی واقفیت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ لہٰذا علم معنی پر دسترس کے بغیر شعر میں تہہ داری اور نازک خیالی ممکن نہیں۔ فرماتے ہیں

جن کو نہیں ہے علم معانی پر دسترس
اے شاد ان کی نظم عبارت الفاظ ہے

شاد کی شاعری کی اصل پہچان ان کی سادہ گوئی اور سلاست ہے۔ ان کے یہاں مضمون آفرینی بھی ہے اور تفکر و گہرائی بھی۔ کسی بھی مشکل خیال کو شگفتگی سے پیش کرنے میں انہیں مہارت حاصل ہے۔ مضمون آفرینی ایک مشکل امر ہے اس بابت فرماتے ہیں۔

دُرِ مضموں کوئی ~~[illegible]~~ یوں گوندھ لے اے شاد مشکل ہے
سلیقہ انشا کا چاہیے موتی پرونے میں

یعنی مضمون آفرینی کے لئے انشا کا سلیقہ درکار ہوتا ہے۔ ایک جگہ مضمون آفرینی کو انہوں نے پلکوں سے موتی پرونے کا کام بتایا ہے۔

نہیں آنسو کی لڑیاں یہ درِ مضموں کی لڑیاں ہیں
پلک کی نوک سے موتی کا پرونا ہم کو آتا ہے

شاد کی شاعری میں معنویت، ذہنی اور تفکر کا عمل ہر جگہ موجود ہے۔ شاد کا ایک خاص رنگ سخن ہے جس میں وہ لطف، سادگی، فصاحت اور زبان کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ان کی معنویت، ذہنی اور فکر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

ہے منزلِ عمر جائے عبرت، قدم کہیں اپنا ڈگ نہ جائے
عجب دوراہے پہ میں کھڑا ہوں ادھر ہے پستی ادھر بلندی

ان کے مخصوص لب و لہجے کا انداز بھی دیکھئے۔

عمر ہوں دہر میں، آخر تو اے مسافر کو　　ملے کہیں تو ٹھکانا کہیں تو راہ چلے

معنی کی گہرائی اور فلسفہ زندگی کے نکات اس سادگی اور شگفتگی سے پیش کر دینا شاد کا خاصہ ہے۔ جبر و اختیار کے مسئلے کو بھی وہ نہایت ہی لطیف انداز میں پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں

نہ اپنا بس ہے میں مالک نہ شاد اور نہ غم میرا　　مجھے اے زندگی تو ذرا دور کہ گھٹتا ہے دم میرا

زندگی اور فنا و بقا کے مسائل شاد نے طرح طرح سے بیان کئے ہیں۔ کہتے ہیں

موج فنا مٹا نہ دے نشان وجود کا　　دیکھ حباب کی طرح شوق نہ کر نمود کا

کا رجحان قدرت، موجود و عدم اور خالق و مخلوق کے تعلق کا ذکر بار بار ان کے اشعار میں آتا ہے۔ شاد مسائل میں بھی لطافت شعری کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ شعری جمالیات کے پردے میں اپنی فکر کو ایک نئی خوبی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

نہ مٹے گی ضرور شیخ منبر دار کا   حسن جب یاد کرے تجھ کو وہاں سجدہ ہے

شاد کی زبان ان کی شاعری کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ ان کے اشعار میں بچے، شے، مرشد، لب زنار، جھولا، اور عطر الست اور زہرہ کے الفاظ اور محاورے ہیں جن کا استعمال عام طور پر شاعری میں نہیں ہوتا لیکن شاد کے یہاں یہ گراں نہیں محسوس ہوتے۔ ان کی زبان کی بے ساختگی اور اثر پڑھنے والے کو مدہوش کر دیتا ہے۔

شاد کی ایک خصوصیت تصویر کشی ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بات تصویر بن کر دل میں اتر جائے۔

وہی رنگت وہی خوشبو وہی نازک بدنی   پھول نے نقش اتارا ہے سراپا تیرا

شاد لطیف احساس جمال کے مالک ہیں۔ ان کا یہ احساس اشعار میں تصویر بن کر اظہار کرتا ہے۔ ان کے بیشتر اشعار حسن و عشق کی معصومیت اور کیف و جمال کے اشعار ہیں۔

Scanned with CamScanner